ثابت ہے کہ حضرت اسحٰق کی پیدائش حضرت اسمٰعیل سے تیرہ برس بعد ہوئی تھی اسلئے یہ ظاہر ہے کہ حضرت اسحٰق کو اکلوتا نہیں کہہ سکتے جبکہ ان سے بڑا بھائی موجود ہو قرآن مجید میں واقعہ قربانی کے بعد الفاظ وبشرناہ باسحق وارد ہوا ہے جس سے مستنبط ہوتا ہے کہ واقعہ قربانی قبل از ولادت حضرت اسحٰق وقوع میں آچکا تھا چونکہ اسوقت حضرت اسمٰعیل ہی واحد پسر تھے اسلئے اکلوتے کی صفت ان ہی پر صادق آتی ہے پس حضرت اسمٰعیل ہی ذبیح ہوسکتے ہیں۔

نیز انھیں آیات میں فرمایا گیا ہے وترکنا فی الاخرین یعنی قربانی عظیم کو پچھلی نسلوں میں جاری رکھا اور اس کو فدیہ ذبیح بنایا اور یہ امر کسی متنفس پر مخفی نہیں کہ بنو اسمٰعیل کی اولاد اور قوموں میں پانچہزار سال کے زائد عرصہ سے ذبیح کی یاد موجود ہے۔ اور اس کے علاوہ کسی اور قوم میں نہیں ہے۔ پس ان وجوہ بالا سے یہ فیصلہ کرنا بالکل آسان ہوجاتا ہے کہ ذبیح حضرت اسمٰعیل ہی تھے اور یہی صحیح اور درست بھی ہے۔

شہدائے اسلام کا ماتم؟

(از مولوی ابو شحمہ خاں صاحب متعلم مدرسہ رحمانیہ دہلی)

دنیا میں انسانی عظمت وشہرت کے ساتھ حقیقت کا توازن بہت کم قائم رہ سکا یہ عجیب بات ہے جو شخصیتیں عظمت و تقدس قبول شہرت کی مدارج تک پہنچی ہوتی ہیں دنیا عموماً ان کو تاریخ اور حقیقت سے زیادہ افسانہ اور تخیل کے اندر ڈھونڈھنا چاہتی ہے بقول مورخ ابن خلدون جو واقعہ دنیا میں جسقدر زیادہ مقبول و مشہور ہوگا اتنی ہی دنیا اسکو زیادہ افسانہ سرائی سے اپنے حصار تخیل میں لے لیگی تاریخ اسلام میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت انکی شخصیت محتاج بیان نہیں خلفائے راشدین کے بعد جو واقعہ مسلمانوں کی دینی سیاسی واجتماعی تاریخ پر سب سے زیادہ اثر انداز ہوا وہ حرہ کا قتل عام (جس کے کہ سات دن تک مسجد نبوی میں اذان تک نہیں ہوئی) اور حضرت حسینؓ کی شہادت کا واقعہ عظیمہ ہے یہ حادثہ زمانہ کی نیرنگیوں کے ساتھ کچھ ایسا دگرگوں ہوا ہے کہ آج اگر ایک جویائے حقیقت اس کو تاریخی رنگ میں دیکھنا چاہے تو اس آمیزش کے ہوتے ہوئے اصل واقعہ کا پتہ لگانا بہت مشکل ہوگا بغیر کسی مبالغہ کے یہ کہا جاسکتا ہے کہ تیرہ سو برس کے اندر تیرہ سو محرم گذر چکے تقریباً ہر محرم لوگ ایسی مسخ شدہ صورت میں پیش کرتے ہیں جسکا تعلق زیادہ تر مرثیہ خوانی مجلس طرازی یا گریہ و بکا سے ہے پہلا شخص جس نے امام حسینؓ کی شہادت پر نوحہ خوانی کی ترویج کی ہے وہ مختار بن عبید الکذاب ہے، نوحہ خوانی مذہب اسلام میں ممنوع قرار دی گئی آپ نے فرمایا لیس منا من لطم الخدود وشق الجیوب ودعا بدعوی الجاھلیۃ یعنی جو شخص کسی کے غم میں سینہ کوبی کرے یا اپنے رخساروں کو زخمی کرے گریبانوں کو چاک کرے تو وہ شخص ہم میں سے نہیں کیونکہ یہ جاہلیت کے طور طریقہ سے ہے اسلام جاہلیت کے اطوار کو مٹانے آیا بلا شبہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل سے امت مرحومہ کو صدمہ جانکاہ پہنچا آجتک تاریخ کے اوراق اس زخم ناسور سے اچھے نہیں ہوئے لیکن یہ کوئی امت مرحومہ کیلئے نئی بات نہیں اس کے پہلے مظلومانہ شہادتیں بہت سی ہوچکی ہیں جن کو لکھتے ہوئے اسلامی مورخین کے ہاتھوں میں کپکپی پڑجاتی ہے بلا اختیار ہاتھ سے قلم ساقط ہوجاتا ہے حضرت حمزہؓ کی شہادت کا حادثہ کسقدر جانگداز ہے۔

حضرت حمزہؓ کا ماتم؟

غزوہ احد میں ملت اسلامیہ کے بڑے جلیل القدر صحابی سید الشہداء حضرت حمزہؓ شہید کئے گئے ان کی لاش مبارک کے ساتھ کتنی بڑی گستاخی کیگئی اس عظیم القدر شہید کی خوابگاہ آج بھی احد میں اسلام کے ابتدائی دور کی مظلومیت و مصیبت کا افسانہ سناری ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب احد سے واپس تشریف لائے تو دیکھا کہ مدینہ کے چپے چپے پر ماتمی صفیں بچھی ہوئی ہیں اور سب اپنے اپنے اعزہ واقارب کیلئے رو رہے ہیں حضورؐ نے یہ حالت دیکھی فوراً اپنے مظلوم چچا کا خیال آگیا آپکی زبان مبارک سے یہ کلمہ نکل پڑا اما حمزہ فلا بواکی لہ لیکن حمزہ کا رونے والا کوئی نہیں انصار جو آپ کے شیدائی تھے یہ سنتے ہی تڑپ اٹھے اپنی اپنی عورتوں کو حکم دیا کہ پہلے جا کر حضور کے دولت کدہ پر حضرت حمزہ کا ماتم کرو جب عورتیں جا کر رونے لگیں تو آپ نے فرمایا میں تمہاری ہمدردی کا قائل ہوں مگر میت پر نوحہ جائز نہیں۔

حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کی مظلومیت؟

حضرت خبیب کے ساتھ ظالموں نے کیسا برتاؤ کیا جسوقت بے گناہ ان کو سولی پر چڑھایا گیا تو پہلے چند اشعار پڑھے اس کے بعد آخر میں یہ دعا کی۔

اللھم بلغنا رسالۃ رسولک فبلغہ ما یصنع بنا خدایا تیرے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو ان ظالموں تک ہمنے پہنچا دیا تو ہماری اس مظلومیت اوران کے کرتوتوں کی داستان اپنے رسول تک پہنچادے اور کچھ نہ کہا سہ

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی + حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہو

سعید بن عامر پر کبھی کبھی یکبارگی غشی ہو جایا کرتی تھی حضرت عمر فاروق نے اسکا سبب پوچھا تو آپ نے فرمایا حضرت خبیب کو جسوقت سولی پر چڑھایا گیا ہے میں وہاں پر موجود تھا مجھے جب حضرت خبیب کی مظلومیت کی داستان یاد آجاتی ہے تو میں کانپ کر بیہوش ہو جاتا ہوں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کا واقعہ اپنی نوعیت میں مہتم بالشان واقعہ ہے لیکن ان ہستیوں کے قتل سے زیادہ المناک نہیں جو ان سے کہیں زیادہ بہتر تھیں جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا بنی اسرائیل کے متعلق یقتلون الانبیاء بغیر حق کہ بنی اسرائیل ہمارے نبیوں کو بغیر کسی خطا قصور کے قتل کر دیا کرتے تھے اسیطرح قتل حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہداء احد و قتلین بیر معونہ کے تمام واقعات تاریخ اسلام کے صفحوں میں کتنے عبرت انگیز ہیں۔

حضرت عثمانؓ کی شہادت

جسوقت بلوائی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مکان کا محاصرہ کئے ہوئے تھے حضرت عثمان اوپر سے جھانک کر فرماتے ہیں اے مسلمانو! کسی مسلم شخص کا خون بہانا جائز نہیں مگر تین وجہ سے آخر مجھکو تم لوگ قتل کرنے کا ارادہ رکھتے ہو تو کس وجہ سے پہلے اپنے کارناموں کو بتلایا کہ فلاں وقت میں نے مسلمانوں کے لئے چالیس ہزار میں میٹھے پانی کا کنواں خریدا تھا آج ہمارے بچے پیاس سے مرجھا رہے ہیں خدا کیلئے پانی مت روکو لیکن کسی نے ایک بھی نہ سنی پھر آپ نے فرمایا تم میں علیؓ موجود ہیں؟ لوگوں نے کہا کہ نہیں پھر کہا کیا سعدؓ موجود ہیں؟ لوگوں نے کہا نہیں آپ نے فرمایا کیا کوئی شخص ایسا ہے جو حضرت علیؓ سے یہ کہہ آئے کہ وہ ہم پیاسوں کو پانی پلادیں جب یہ خبر حضرت علیؓ کو پہنچی آپ نے تین مشکیزے فوراً پانی کے آپ کے یہاں بھیجدیئے یہ پانی بھی آپ کو انتہائی مشکل سے پہنچا کہ بنی ہاشم اور بنی امیہ کے چند غلام زخمی ہوگئے حضرت عثمانؓ غنی کو جب اپنے قتل کا یقین ہوگیا تو نہایت افسردگی کے عالم میں حضرت علی رضی اللہ کو خط لکھتے ہیں اور اپنی مظلومانہ داستان کو یوں سناتے ہیں سیلاب چوٹی تک پہنچ گیا معاملہ حد اعتدال سے تجاوز کر گیا خط دیکھتے ہی میرے پاس آؤ موافقت میں یا مخالفت میں تاکہ

آخیر میں یہ شعر لکھتے ہیں ؎

فان کنت ماکولا فکن خیرا کل + والا فادرکنی ولما امزق

اگر میرے لئے یہی موت باقی رہ گئی کہ میں کسی کا نوالہ بنوں تو سب سے بہتر کھانے والے تم بنو ورنہ میرے قتل یا ٹکڑے ٹکڑے ہونے سے پہلے مجھے آکر بچالو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دو آدمیوں کو عثمان رضی اللہ عنہ کے دروازہ پر متعین کر دیا کہ کوئی اندر نہ جانے پاوے جب بلوائیوں نے دیکھا کہ اندر جانیکی کوئی صورت نہیں دکھائی دیتی محمد بن ابی بکر دو ساتھیوں سے مشورہ کرکے ایک انصار کے مکان سے ہوکر حضرت عثمانؓ تک پہنچ گئے اور کسی کو بھی اس کی خبر نہ ہوئی۔ محمد بن ابوبکر نے جاتے ہی ڈاڑھی پکڑلی حضرت عثمان نے کہا اگر تیرا باپ ایسی حرکت کرتے تجھے دیکھتا تو کیا کہتا اس ڈاڑھی کی تیرا باپ بیحد عزت کرتا تھا یہ سنتے ہی محمد بن ابی بکر کا ہاتھ ڈھیلا پڑگیا اور ان کے دو ساتھیوں نے موقعہ پاکر حضرت عثمان کو شہید کر دیا آپ کی حرم محترم چیخنے چلانے لگیں مگر چونکہ شور و غوغا بہت زیادہ ہو رہا تھا کسی نے نہ سنا آخر آپ کوٹھے پر چڑھیں اور کہا امیر المومنین شہید ہوگئے۔ جب لوگ دوڑ کر دیکھتے ہیں تو آپ کا جسم مبارک مرغ بسمل کی طرح زمین پر تڑپ رہا ہے ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت

خارجیوں سے تین آدمیوں نے آپس میں یہ بات طے کی کہ ہم لوگ اسلام کی پوری تاریخ بدل دیں چنانچہ بدل بھی دیا عمرو بن تمیمی نے کہا میں عمرو بن العاص کو قتل کرونگا کیونکہ وہ فتنہ کی متحرک روح ہے برک بن عبداللہ تمیمی نے کہا میں معاویہ بن ابی سفیان کو قتل کرونگا جو قیصریت کا بانی ہے حضرت علیؓ کے قتل کا بیڑا عبدالرحمن بن ملجم نے اٹھایا جو قطام بن شحنہ سنگدل نازنین کا عاشق تھا اس ہولناک مہم کیلئے ۱۷ رمضان کی تاریخ مقرر ہوئی پہلے دو شخص اپنے اپنے مہم میں ناکامیاب رہے لیکن عبدالرحمن بن ملجم اپنے مقصد میں کامیاب ہوگیا اس اجمال کی قدرے تفصیل یہ ہے کہ ایک دن حضرت علیؓ مسجد میں خطبہ دے رہے تھے ابن ملجم بھی منبر کے قریب ہی بیٹھا تھا اس نے تیور بدلکر کہا واللہ میں اس شخص سے تم لوگوں کو نجات دیدونگا جب خطبہ ختم ہوا لوگ اس کو پکڑ کر حضرت علیؓ کے پاس لائے کہا اے امیر المومنین یہ آپ کے قتل کا ارادہ رکھتا ہے اس کو قتل کرا دیجئے آپ نے فرمایا لیکن ابھی تک اس نے مجھے قتل تو نہیں کیا ہے ابن ملجم کا ارادہ اسقدر مشہور ہوگیا تھا کہ خود آپ جب اسے کہیں دیکھتے تو عمرو بن معدیکرب کا یہ شعر پڑھتے ؎

ارید حیاتہ ویرید قتلی + عذیرک من خلیلک من مراد

یعنی یہ عجیب بات کہ میں اس کی زندگی کا ارادہ کرتا ہوں وہ مجھے قتل کرنا چاہتا ہے۔ جمعہ کے دن آپ صبح کی نماز کیلئے اٹھے ہیں موذن نے جونہی کہا الصلوٰۃ۔ آپ یہ شعر پڑھتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے ؎

اشدد حیازیمک للموت + فان الموت لاقیکا

موت کیلئے کمر کس لے کیونکہ موت تجھ سے ضرور ملاقات کرنیوالی ہے آپ جونہی آگے بڑھے دو شمشیر براں چمکتی ہوئی نظر آئیں اور ایک گرجتی ہوئی آواز بلند ہوئی "حکومت خدا کی ہے نہ کہ علی تیری" شبیب کی تلوار خالی گئی طاق پر جاکر لگی لیکن ظالم ابن ملجم کی تلوار آپ کی پیشانی پر لگی اور دماغ تک اتر گئی جسوقت یہ زخم کاری پہنچا فوراً آپ چلا اٹھے "فزت برب الکعبۃ" رب کعبہ کی قسم میں اپنے مقصد میں کامیاب ہوگیا ایک آواز آئی قاتل کو پکڑلو شبیب تو بھاگ نکلا ابن ملجم کے اوپر کپڑا ڈالکر پکڑ لیا۔ امیر المومنین گھر پہنچائے

گئے۔ قاتل بھی حاضر خدمت کیا گیا آپ نے پوچھا اے دشمن خدا کیا میں نے تجھ پر احسان نہیں کیا کہا ہاں پھر تونے یہ حرکت کیوں کی؟ اس نے کہا اس تلوار کو چالیس دن سے تیز کیا تھا اور خدا سے دعا کی تھی کہ اے خدا اس تلوار سے اپنی بدترین مخلوق کو قتل کرا۔ فرمایا میں سمجھتا ہوں کہ تو ہی اس تلوار سے قتل کیا جائیگا اور خدا کا بدترین مخلوق تو ہی ہے۔ آخر آپ نے اسی زخم میں جام شہادت نوش فرمایا! اگر جزع فزع جائز ہوتا تو ان مقتولین کے حق میں ہر سال محرم میں معمول کر دیا جاتا۔ حضرت علیؓ کی شہادت کا ماتم اور زیادہ تزک و احتشام سے منانا چاہئے تھا کیونکہ ان کے مخالفین نے ان کو کافر اور مرتد سمجھکر قتل کیا تھا یہ تو سب سے بڑا گناہ ہے کہ کسی مسلم کو حلال الدم سمجھکر قتل کیا جائے بخلاف حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے کہ ان کو تو دنیاوی حکومت اور وجاہت کی بنا پر شہید کیا گیا ان کے مخالفین میں سے اکثر لوگوں نے اس قتل کو بہت برا سمجھا مگر اغراض دنیاوی غالب آگئیں خود یزید کو بھی انکے قتل ہونیکا بہت رنج ہوا۔ عبید اللہ ابن زیاد نے جب یزید کے پاس حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک بھیجا ہے تو حمازہ بن ربیعہ کہتا ہے کہ میں اسوقت وہاں موجود تھا یزید نے قاصد سے سوال کیا کیا خبر ہے قاصد نے کہا فتح و نصرت کی بشارت لایا ہوں یہ کہکر سر مبارک پیش کر دیا۔ راوی کہتا ہے یہ دیکھتے ہی یزید کی آنکھیں اشک بار ہوگئیں کہا ابن مرجانہ (عبید اللہ ابن زیاد) پر خدا کی لعنت ہو میں بغیر قتل حسینؓ کے بھی تمہاری اطاعت سے خوش ہو سکتا تھا اگر میں ہوتا تو حسینؓ سے ضرور درگذر کرتا اس کے بعد یہ شعر پڑھا ؎

یفلقن هاماً من رجال اعزة ✤ علينا وهم كانوا اعق واظلما

تلواریں ایسوں کا سر کاٹتی ہیں جو ہمیں عزیز ہیں دراصل وہی بہت بڑے ظالم ہیں پھر کہا واللہ اگر میں ہوتا تو تجھے اے حسینؓ ہرگز قتل نہ کرتا بعد میں حضرت سکینہ برابر کہا کرتی تھیں میں نے کبھی کوئی انسان پھر یزید سے زیادہ اچھا سلوک کرنیوالا ہمارے ساتھ نہیں دیکھا قتل حسین رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ روایتیں جو مشہور ہیں کہ شہید ہو جانے کے بعد آسمان نے خون برسایا یا یہ کہ کوئی پتھر ایسا نہیں تھا جکو اٹھایا جائے اور وہ خون آلودہ نہ ہو اس قسم کی بات کسی کی شہادت میں واقع نہیں ہوئی یہ سب ہفوات ہیں محققین کی کتابیں اس بات سے خالی ہیں جیسا کہ علامہ بغوی وغیرہ نے اس کی تصریح کی ہے۔ شہدائے اسلام کی دردناکی کی فہرست بہت طولانی ہے۔ یہی شہادت حسینؓ کا واقعہ اسلام میں کوئی نیا اور انوکھا واقعہ نہیں بلکہ بقول اقبال ؎

تیغوں کے سایے میں ہم پلکر جواں ہوئے ہیں ✤ خنجر ہلال کا ہے قومی نشاں ہمارا

پس ان واقعات پر رونا پیٹنا اور ماتم کرنا درحقیقت اسلامی شان پر دھبہ لگانا ہے بلکہ ہمیں ان واقعات سے اپنے اندر شجاعت بہادری جاں نثاری و جانبازی کا جذبہ پیدا کرنا چاہئے اسلئے کہ ایک مسلم کیلئے اپنی جان کو حق کی حمایت میں قربان کر دینا بھی حقیقی حیات ہے ✤

صحابہ حفاظ حدیث خیر الانامؐ

(از جناب مولوی عبد الصمد صاحب مبارکپوری)

آجکل منکرین حدیث احادیث نبویہ کے رد و ابطال اور ان کے ناقابل حجت و عمل ثابت کرنیکی مختلف طریقہ سے کوشش ناکام کرتے اور عجب عجب بے سروپا و مضحکہ خیز باتیں تراشتے ہیں۔ یہ لوگ اپنی جہالت و ناواقفیت کے باعث کبھی واقعات و حقائق پر پردہ